مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

سیرت و کردار کی چند جھلکیاں

مولانا محمد طاسین صاحب

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا نام محتاج تعارف نہیں، وہ ایک جلیل القدر محدث، ممتاز ادیب اور وسیع مطالعہ رکھنے والے عالم تھے، زیر نظر مضمون میں اُن کی علمی شان اور مختلف علوم کی جن کتابوں کا اُنھوں نے بطور خاص مطالعہ کیا، اُن کتابوں کا ذکر ہے، افادہ عام کے لیے اُسے شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مولانا بنوریؒ کے اندر جو علم کی شدید حرص اور تڑپ تھی اس نے انہیں ہمیشہ وہ ذرائع علم اختیار کرنے پر آمادہ کیا جن سے ان کے علم میں ازدیاد اور اضافہ ہو سکتا تھا چونکہ مطالعۂ کتب اس کا بہترین ذریعہ تھا لہٰذا زندگی بھر وہ ان کا محبوب مشغلہ رہا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو کتابی دنیا کا نہایت وسیع علم تھا، وہ جانتے تھے کہ کس علم و فن پر کیا کتابیں اور کِس کِس نے لکھی اور تصنیف و تالیف کی ہیں، دیوبند آنے سے پہلے جب وہ پشاور میں طالب علمی کے درمیانے دور سے گزر رہے تھے انھوں نے اپنے والد ماجد کے کتب خانہ میں ''کشف الظنون'' اور اس کے ذیل کا مطالعہ کیا جو اسلامی علوم و فنون پر لکھی ہوئی کتابوں کی معرفت کا ایک آئینہ اور بڑا ذریعہ ہے، اسی طرح پشاور میں آپ نے اپنے مشفق ماموں حضرت مولانا فضل صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کتب خانہ بھی تفصیل کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھا جس میں ہر اسلامی علم و فن پر مطبوعہ اور قلمی کتابوں کا کافی اچھا ذخیرہ تھا اور پشاور میں اپنی نوعیت کا ایک نہایت قیمتی اور ممتاز کتب خانہ تھا بلکہ مولاناؒ نے اس کی فہرست بھی مرتب فرمائی جس میں ہر کتاب کو کچھ نہ کچھ پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ لہٰذا اس سے بھی کتابی دنیا کے متعلق آپ کی معلومات میں اضافہ ہوا۔ پھر جب آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تو جن فاضل اساتذۂ کرام سے آپ کو پڑھنے اور استفادہ کرنے کا موقع ملا ان میں ایک وہ بھی تھے جنہیں اسلامی علوم و فنون کا ایک چلتا پھرتا کتب خانہ کہا جاتا تھا اور جو دورانِ تدریس اپنے طلباء کو زیر بحث موضوع و مسئلہ کی معلومات کے ساتھ ساتھ اس موضوع و مسئلہ پر لکھی ہوئی کتابوں کی معلومات سے بھی مالا مال کر دیتے تھے یعنی علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ لہٰذا اس سے بھی مولانا کی کتابی دنیا کی معلومات میں مزید اضافہ ہوا۔

اس کے بعد مولانا نے ہندوستان، ترکی، مصر، شام اور حجاز کے بڑے بڑے کتب خانے باقاعدہ سفر کر کے دیکھے

اوران سے استفادہ کیا۔ دیکھنے کا مطلب یہ کہ آپ ہر کتب خانہ کی وہ کتابیں دیکھتے جو دوسرے کتب خانوں میں نہ دیکھی ہوتیں اور پھر اپنے ذوق کی کتابوں کی یادداشت مرتب فرماتے، جسے عربی میں ''مذکرہ'' کہا جاتا ہے، ایسے کچھ مذکرے مولانا کے علمی سرمائے میں اب بھی محفوظ ہیں۔

کتابی دنیا کے متعلق مولانا بنوریؒ کی جو وسیع معلومات تھیں وہ ایسی نہ تھیں جو ایک لائبریرین کی ہوتی ہیں بلکہ ایسے محقق عالم کی معلومات تھیں جس نے ہر علم وفن کی بکثرت کتابوں کا غور اور ناقدانہ نظر سے مطالعہ کیا ہو اور جو یہ جانتا ہو کہ کس علم وفن میں کس کتاب اور کس مصنف کا کیا درجہ ہے۔ مولانا کی رفتارِ مطالعہ اپنے محبوب شیخ حضرت شاہ صاحبؒ کی طرح بہت تیز تھی، چار پانچ سو صفحہ کی کتاب کا ایک دن رات میں مطالعہ کر لینا ایک معمولی بات تھی اور چونکہ ذہن رسا اور حافظہ نہایت قوی تھا، لہٰذا آپ جو مطالعہ فرماتے صحیح مفہوم اور مطلب کے ساتھ محفوظ اور اس طرح یاد ہو جاتا کہ جب چاہتے بیان فرما دیتے۔

کتب خانہ مجلس علمی میں مختلف علوم وفنون پر مستند اور معیاری کتابوں کا جو اچھا خاصہ ذخیرہ ہے اس کا بڑا حصہ اس وقت مولانا کے مطالعہ میں آیا جب آپ ڈابھیل میں مجلسِ علمی سے متعلق اور ''عرف الشذی'' کی تخریج وتشریح میں مصروف تھے جو آگے چل کر ''معارف السنن'' کے نام سے چھ جلدوں میں کراچی میں زیورطبع سے آراستہ ہوئی۔ مجلسِ علمی جب کراچی منتقل ہوئی تو یہاں بھی مولانا اس کے سرپرست اعلیٰ رہے اور تمام امور آپ کے مشورہ سے طے پائے۔ کتابوں کا جو ذخیرہ ڈابھیل سے آیا وہ مولانا کی پسند اور ضرورت سے خریدا گیا تھا یہاں کراچی میں اس کے اندر مزید چارگنا اضافہ ہوا، لہٰذا نئی اضافہ شدہ کتابوں میں سے بھی آپ نے اپنے مذاق اور مطلب کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ فرمایا، چونکہ مجھے مذاق معلوم تھا لہٰذا جب کوئی اچھی کتاب آتی تو میں تعریف کے ساتھ اس کا ذکر کرتا تو منگوا کر مطالعہ فرماتے اور پھر اتفاق کی باتوں سے اتفاق اور اختلاف کی باتوں سے اختلاف ظاہر کرتے اس طرح اس کتاب پر ناقدانہ تبصرہ ہو جاتا۔

مولانا بنوری کے مطالعہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ جس کتاب کا مطالعہ فرماتے اس احتیاط سے فرماتے کہ کیا مجال کہ اس کا کوئی ورق یا جلد وغیرہ ذرا بھی خراب ہو جائے، مطالعے کے بعد ایسا محسوس ہوتا کہ گویا اسے کسی نے چھوا تک نہیں۔ یہ خوبی مولانا کی ان کتابوں میں بھی نظر آتی ہے جو طالب علمی میں پڑھتے وقت آپ کے استعمال میں رہیں، میں سمجھتا ہوں کہ کتابوں کے حسن استعمال میں مولانا بنوریؒ اپنی مثال آپ تھے۔

دوسری خصوصیت یہ کہ مطالعہ فرماتے وقت کتابت یا طباعت کی کوئی غلطی دیکھتے تو حاشیے پر اس کی تصحیح کر دیتے، اسی طرح جب کسی کتاب میں کوئی ایسی بات دیکھتے جو صریح طور پر غلط اور گمراہ کن ہوتی تو حاشیے پر مختصراً اس کی تغلیط لکھ دیتے تاکہ پڑھنے والا متنبہ ہو جائے، نیز کبھی یہ بھی کرتے کہ اس کتاب میں کوئی خاص بات اور اہم بحث ہوتی تو شروع کے سادے صفحہ پر تحریر فرما دیتے کہ یہ بحث فلاں صفحہ پر ہے تاکہ قاری اس بحث سے فائدہ اٹھا سکے۔

مولانا بنوری نوراللہ مرقدہ کو چونکہ عربی ادب سے فطری اور طبعی لگاؤ تھا لہٰذا آپ نے علاوہ درسی کتابوں اوران

کے شروح وحواشی کے دیگر بنیادی اور معیاری کتابوں کا مطالعہ فرمایا جو عربی ادب، نثر ونظم سے تعلق رکھتی تھیں اور آپ کو کہیں بھی میسر آسکیں، مثلاً جاحظ کی ''البیان والتبیین''، ''کتاب الحیوان'' اور ''کتاب البخلاء'' وغیرہ۔ مبرّد کی ''الکامل''، ابن عبدربہ کی ''عقدالفرید''۔ ابوعلی القالی کی ''الامالی''، شریف المرتضیٰ کی ''الامالی''۔ ابن قتیبہ کی ''المعانی الکبیر''، ''الشعروالشعراء''، ''ادب الکاتب'' اور ''عیون الاخبار'' وغیرہ۔ شریف الرضی کی مرتب کردہ ''نہج البلاغہ''۔ الثعالبی کی ''فقہ اللغۃ'' و ''سر العربیۃ''، 'سحر البلاغہ''، ''ثمار القلوب''، ''خاص الخاص''، ''لطائف المعارف''، ''المنتحل'' اور ''یتیمۃ الدھر'' وغیرہ۔ ابن درید کی ''کتاب الاشتقاق''، ''المجتبیٰ''، ''المقصورہ'' اور ''الجمھرۃ'' وغیرہ۔ ابن رشیق کی ''العمدۃ فی صناعۃ الشعر''۔ ابن السکیت کی ''اصلاح المنطق''، ''تھذیب الالفاظ'' اور ''الاضداد''۔ ابن المقفع کی ''الادب الکبیر'' اور ''الادب الصغیر۔ العسکری کی ''کتاب الصناعتین''۔ عبدالقاہر جرجانی کی ''دلائل الاعجاز'' اور ''اسرار البلاغۃ''۔ الموصلی کی ''مثل السائر''۔ الابشیہی کی ''المستطرف''۔ القلقشندی کی ''صبح الاعشیٰ''۔ ابوالفرج الاصبہانی کی ''الاغانی''۔ النویری کی ''نھایۃ الارب''۔ الزمخشری کی ''اطواق الذھب''، ''اساس البلاغۃ'' اور ''الفائق''۔ راغب الاصبہانی کی ''محاضرات الادباء'' اور ''المفردات'' وغیرہ۔ القزوینی کی ''الصاحبی فی فقہ اللغۃ''۔ السیوطی کی ''المزھر''۔ صدیق حسن خان کی ''البلغۃ فی اصول اللغۃ''۔ الشدیاق کی ''الساق علی الساق''۔ ابوالبقاء کی ''الکلیات''۔ سیبویہ کی ''الکتاب'' الوزیر الیمانی کی ''الطراز''۔ المیدانی کی ''مجمع الامثال'' وغیرہ۔

شعری مجموعوں سے ''المفضلیات'' اور متقدمین ومتاخرین کے بیسیوں دواوین بھی مولاناؒ کے مطالعہ میں آئے ہیں، جدید ادباء اور شعرا کی کتابیں بھی مولانا نے مطالعہ فرمائی ہیں، جیسے رافعی، المنفلوطی، حافظ ابراہیم، الشوقی، احمد امین، عباس محمود العقاد، طٰہٰ حسین وغیرہ، نیز ہندوستان کے ادبا اور شعرا کی کتابیں بھی مولاناؒ نے پڑھی ہیں۔

اور پھر جیسا کہ میں نے پیچھے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی بنا پر مولانا بنوریؒ کو قرآن مجید اور حدیث نبویؐ سے والہانہ تعلق تھا لہٰذا آپ تہہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ اس منبع علم وعرفان اور سرچشمۂ رشد وہدایت سے فائدہ اٹھانے اور اس سے فیض یاب ہونے کے لیے وہ سب کچھ پڑھ ڈالیں جس سے اس سلسلہ میں کچھ مدد مل سکتی ہو، چنانچہ آپ نے ایسی سینکڑوں کتابیں مطالعہ فرمائیں جو علوم قرآن وحدیث سے تعلق رکھتی اور جن سے قرآن وحدیث کے حقائق ومعارف کو سمجھنے میں مدد مل سکتی تھی۔ درسی کتابوں اور ان کے شروح وحواشی کے علاوہ آپ نے اس سلسلہ میں جو دوسری کتابیں مطالعہ فرمائیں ان کی فہرست بہت طول طویل ہے میں ان میں سے کچھ کے نام عرض کروں گا۔

علوم القرآن سے تعلق رکھنے والی کتابوں میں سے آپ نے ''الاتقان للسیوطی''، ''البرھان'' للزرکشی، ''التسھیل لعلوم التنزیل''، للکلبی، ''التیسیرفی علوم القرآن'' للدمیری، ''الفوائد المشوق الی علوم

القرآن" لابن القیم "التبیان فی اقسام القرآن" لابن القیم، اور "الاکسیر فی علوم التفسیر، للجزیری، "الفوز الکبیر"لشاہ ولی اللہ، "القرآن والعلوم العصریة" للطنطاوی، اسی طرح اعجاز القرآن کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں میں سے "اعجاز القرآن"، للباقلانی، "اعجازالقرآن" للرمانی، "اعجاز القرآن للخطابی، "اعجاز القرآن للجرجانی، "اعجاز القرآن للرافعی۔ "اعجاز القرآن" لعبد الکریم الخطیب، "تاریخ فکرة اعجاز القرآن" بهجه البیطار، "التصویر الغنی فی القرآن" لسید قطب و "مشاهد القیامة "له۔

جہاں تک قرآن مجید کی تفاسیر کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں شاید ہی کوئی مطبوعہ تفسیر ایسی ہو جس کا مولانا بنوریؒ نے کلاً یا جزاً مطالعہ نہ فرمایا ہو اور اس کی خصوصیات سے واقف نہ ہوں، مثلاً "جامع البیان"، للطبری" اعراب القرآن"، للزجاج،"درة التنزیل وغرة التاویل" للاسکافی، "الدرالمنثور"للسیوطی،"مدارك التنزیل" للنسفی، "لباب التاویل" للخازن ، "بحرالمحیط" لابن حیان،"زادالمسیر" لابن الجوزی، "مفاتیح الغیب" یعنی "تفسیر الکبیر "للرازی،"تفسیر الکشاف" للزمخشری، "احکام القرآن" للجصاص، "احکام القرآن" لابن العربی، "الجامع لاحکام القرآن" للقرطبی، "غرائب القرآن ورغائب الفرقان" لنظام نیشاپوری، "سراج المنیر" للشربینی، "ارشاد العقل السلیم" لابی السعود، "تفسیر القرآن" لابن کثیر، "تبصیرالرحمان" للمهائمی، "سواطع الالهام" للفیضی، "روح البیان" لاسمعیل حقی، "روح المعانی" للآلوسی، "بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز" لمجدالدین الفیروز آبادی، "تفسیر النهارؒ"، 'تفسیر المراغی"، "تفسیر القاسمی"، "تفسیر الجواهر" للطنطاوی، "اضواء البیان" للشنقیطی ، "فی ظلال القرآن"، "تفسیر القرآن الحکیم"، لمحمود شلتوت۔ ان عربی تفاسیر کے علاوہ مولانا بنوریؒ نے فارسی اور اردو کی بھی متعدد تفاسیر کا مطالعہ فرمایا جیسا کہ مولانا کی کتاب "تیمتة البیان" سے پتہ چلتا ہے۔

علوم حدیث سے تعلق رکھنے والی جو کتابیں مولانا کے مطالعہ میں آئیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔'مقدمه علوم الحدیث المعروف به مقدمة ابن الصلاح"، "التقییدوالایضاح" للعراقی، "فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث" للعراقی، "فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث" للسخاوی، "الکفایة فی علم الروایة" للخطیب،"معرفة علوم الحدیث" للحاکم، تدریب الراوی للسیوطی، نزهة النظر شرح نخبة الفکر لابن حجر العسقلانی، ظفرالامانی فی شرح مختصر الجرجانی لعبد الحّی ، کوثر النبی مع مناظرة الجلی لفرهاروی، الباحث الحثیث لابن کثیر، مفتاح السنة للخولی، توجیه النظرالیٰ اصول علم الاثر للجزائری، شروط الائمة الخمسة للحازمی، مقدمة فتح الملهم لعثمانی، مقدمة اعلاء السنن للتهانوی، بلغة الغریب فی مصطلح آثار الحبیب للزبیدی، الرسالة المستطرفة للکتانی، بستان المحدثین اور عجالہ نافعه شاه عبدالعزیز، السنة ومکانتهافی التشریع الاسلامی للسباعی، السنة

قبل التدوین لعجاج الخطیب اضواء علی السنة المحمدیه لابی ریّه، تدوین حدیث لمناظر احسن گیلانی، ابن ماجہ اور علم حدیث لعبد الرشید نعمانی وغیرہ۔

جہاں تک متونِ حدیث سے تعلق رکھنے والی کتابوں کا تعلق ہے ان میں جو درسی کتابیں ہیں جیسے صحاح ستہ، مؤطا مالک، مشکوۃ المصابیح، معانی الآثار للطحاوی، یہ کتابیں چونکہ مولانا نے درس میں پڑھائی ہیں لہٰذا ان میں سے ہر کتاب اس کے شروح وحواشی کے ساتھ بار بار مولانا کی نظر سے گزری۔ صحیح البخاری کی شروح میں سے فتح الباری اور عمدۃ القاری تو ہر سال آپ کے مطالعہ میں رہیں، ان کے علاوہ حدیث کی جو کتابیں آپ نے مطالعہ فرمائیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

جامع المسانید لامام ابی حنیفہ، کتاب الآثار لأمام محمد الشیبانی، کتاب الآثار لامام ابی یوسف، مؤطا لامام محمد الشیبانی، سنن الشافعی، مسند احمد بن حنبل، الفتح الربانی للساعاتی، کتاب السنة لعبدالله احمد، مسند الربیع بن حبیب، مسند ابی داود الطیالسی، المصنف لعبدالرزاق، المسند للحمیدی، المصنف لابن ابی شیبه، سنن سعید بن منصور، سنن الدارمی، المنتقی من السنن المسندة عن المصطفٰی لابن جارود، مسند ابی عوانة، مشکل الآثار للطحاوی، المعجم الصغیر للطبرانی، سنن الدارقطنی، صحیح ابن خزیمة، المستدرك للحاکم، السنن الکبریٰ للبیهقی، الجوهر النقی فی الردعلی البیهقی للترکمانی، الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الاخبار للحازمی، مشارق الانوار للصاغانی، الترغیب والترهیب للمنذری، ریاض الصالحین للنووی، کتاب الاسماء والصفات للبیهقی، شرح السنة للبغوی، المحرر في الحدیث لابن قدامة، عمدة الاحکام من کلام خیرالانام لعبد الغنی القدسی، احکام الاحکام شرح عمدة الاحکام لابن دقیق العید، المحلّی لابن حزم، نصب الرایه فی تخریج احادیث الهدایة، جامع العلوم والحکم، لابن رجب طرح التثریب فی شرح التقریب للعراقی، مجمع الزوائدو منبع الفوائد للهیثمی، التلخیص الجبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر لابن حجر، الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة لابن حجر، بلوغ المرام من ادلة الاحکام لابن حجر، الجامع الصغیر للسیوطی، فیض القدیر شرح جامع الصغیر للمناوی، تیسیرالوصول الی جامع الاصول لابن الدیبع، جامع الاصول لاحادیث الرسول لابن الاثیر الجزری، کشف الغمة عن جمیع الامة للشعرانی، کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال لعلی متقی هندی، کنوزالحقائق فی حدیث خیرالخلائق للمناوی، جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد للفاسی، نیل الاوطار للشوکانی، عقود الجواهر المنیفة للزبیدی، شرح رموزالاحادیث لِلضیاء الدین الکمشخانوی، آثار السنن للنیموی، اعلاء السنن لظفر احمد تهانوی، ذخائر المواریث للنابلسی، فضل اللّٰہ الصمد شرح ادب المفرد، الاتحاف السنیة فی الاحادیث

القدسیة للمدنی، عمل الیوم واللیلة لابن السنی، لطائف المعارف لابن رجب، الحصن الحصین للجزری، علل الحدیث لابن ابی حاتم، تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبه، المقاصد الحسنة للسخاوی، کشف الخفاء للعجلونی، الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة للسیوطی، کتاب الموضوعات لابن الجوزی، التعقبات علی الموضوعات للسیوطی، تذکرة الموضو عات لطاہر پٹنی، الموضوعات الکبیر لملاعلی قاری، تنزیه الشریعة المرفوعة للکنانی، اسنی المطالب لابن درویش وغیرہا۔

لغات احادیث میں جو کتابیں مولانا کے مطالعہ میں آئیں وہ یہ ہیں۔ النہایۃ للجزری، الفائق للزمخشری، مجمع البحار لطاہر پٹنی اور اسماء الرجال کی ان سب کتابوں کا مولانا نے مطالعہ فرمایا جو مطبوعہ شکل میں عام طور پر دستیاب تھیں۔ مثلاً امام بخاری کی تاریخ الکبیر اور کتاب الضعفاء الصغیر، ابن ابی حاتم کی کتاب الجرح والتعدیل، ابن سعد کی الطبقات الکبیر، علامہ ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ اور اس کے تین ذیل نیز میزان الاعتدال، المشتبہ فی الرجال، سیر اعلام النبلاء، تجرید اسماء الصحابۃ، رسالہ فی الرواۃ الثقات المتکلم فیہم۔ حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب، لسان المیزان، تعجیل المنفعۃ، تقریب التہذیب، نیز الاصابہ فی تمیز الصحابہ اور طبقات المدلسین، علامہ الخزرجی کی خلاصہ تذہیب الکمال، ابن القیسرانی کی الجمع بین رجال الصحیحین، طاہر پٹنی کی المغنی فی اسماء الرجال، ابوتراب شاہ کی کشف الاستار عن رجال معانی الآثار، عبدالوہاب مدراسی کی کشف الاحوال فی نقد الرجال، الجرانی کی کتاب قرۃ العین فی ضبط اسماء رجال الصحیحین، دولابی کی کتاب الکنی والاسماء۔ علامہ ازدی کی المؤتلف والمختلف اور کتاب مشتبہ النسبۃ، جمال الدین دمشقی کی الجرح والتعدیل، مولانا عبدالحی لکھنوی کی الرافع والتکمیل۔ امام نووی کی الاسماء واللغات، ابن عبدالبر کی الاستیعاب، ابن اثیر جزری کی اسد الغابۃ، ابوعمر الکشی کی معرفۃ الرجال، حافظ برہان الدین کی التبیین لاسماء المدلسین اور الاغتباط بمن رمی بالاختلاط۔ محب طبری کی الریاض النضرۃ، علامہ بلاذری کی انساب الاشراف اور سمعانی کی کتاب الانساب وغیرہا۔

علاوہ ازیں مولاناؒ نے فقہ، اصول فقہ، عقائد وکلام، سیرت وتاریخ، تصوف واخلاق، منطق وفلسفہ، علم الہیئت اور نجوم وغیرہ سے متعلق بھی کثیر التعداد کتابوں کا مطالعہ فرمایا، اسی طرح اسلام کے مختلف پہلوؤں پر لکھی ہوئی عصر حاضر کے علماء کی بھی بہت سی کتابیں آپ کے زیر مطالعہ آئیں‘‘ مولانا بنوری نوراللہ مرقدہٗ کے وسعت مطالعہ کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ خود فرمایا کہ معارف السنن کی تصنیف کے سلسلہ میں مجھے مختلف کتابوں کے تقریباً دولاکھ صفحات پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔‘‘

حضرت مولانا بنوری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے علمی مشاغل میں سے دوسرا محبوب مشغلہ تدریس وتعلیم کا مشغلہ تھا جو تقریباً نصف صدی اور زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا، اس عرصہ میں آپ نے مختلف مدارس کے مسند تدریس کو رونق بخشی اور ہزارہا طلبہ کو مستفید اور فیض یاب فرمایا، شاید ہی دنیا کا کوئی ایسا ملک ہو جہاں مولانا کے تلامذہ اور فیض یافتہ

موجود نہ ہوں۔ آج ان میں مشہور استاذ اور مدرس بھی ہیں اور مصنف ومؤلف بھی، نیز داعی اور مبلغ بھی ہیں اور بلند پایہ امام وخطیب بھی، سب اپنی اپنی جگہ خوب کام کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ اپنے محبوب استاذ اور عظیم شیخ کے نقش قدم پر چلیں اوران کے مشن کو نہ صرف یہ کہ زندہ رکھیں بلکہ زیادہ سے زیادہ آگے بڑھائیں۔

تدریس میں مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا جو طریقہ تھا وہ بڑی حد تک اپنے محبوب استاذ حضرت شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ کے طریقۂ تدریس سے ملتا جلتا بلکہ اس سے ماخوذ تھا وہ یہ کہ زیر درس مسئلہ کے متعلق صرف ان باتوں کے بیان پر اکتفا نہ کرتے جو کتاب اس کے حواشی اور مطبوعہ شروح میں لکھی ہوتیں بلکہ ان کے ساتھ ساتھ بہت سی ایسی نادر معلومات بھی پیش فرماتے جو اس علم وفن کی دوسری کتابوں میں مذکور ہوتیں، اور جن سے زیر بحث مسئلہ کے کچھ دوسرے پہلوؤں پر روشنی پڑتی، نیز طلباء کو یہ بھی بتلاتے کہ اس مسئلہ پر کس نے کس کتاب میں زیادہ بہتر طور پر لکھا ہے تاکہ طلباء اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ انھوں نے جو پڑھا ہے وہی سب کچھ ہے اب مزید کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور تاکہ وہ آئندہ مزید پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی کوشش کریں اوران کے علم میں وسعت اور گہرائی پیدا ہو، بالفاظ دیگر تدریس کا وہ طریقہ یہ تھا کہ زیر درس مسئلہ کے متعلق طالب علم کو متنوع معلومات سے مالا مال کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی کتابوں کی طرف بھی راہنمائی فرماتے جن میں اس مسئلہ کے بارے میں مزید معلومات ہوں تاکہ طالب علم آئندہ بھی ان کتابوں کا مطالعہ کرکے مزید معلومات حاصل کرسکے اوراس کے علم میں زیادہ گہرائی اور گیرائی پیدا ہو۔ پھر چونکہ مقصد یہ تھا کہ طالب علم کے ذہن میں مطلب اچھی طرح بیٹھ جائے لہٰذا اس کو بار بار تکرار کے ساتھ دہرانے میں کچھ حرج محسوس نہ کرتے اور پورے زور کے ساتھ بولتے تاکہ طالب علم کی توجہ آپ کی طرف رہے اور بات آسانی کے ساتھ سمجھ جائے اوراس میں بطور تکیہ کلام بار بار یہ فرماتے ''آیا خیال میں'' اس لیے کہ اس سے مطلب سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

اور عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مدرسین حضرات جب کوئی کتاب شروع کراتے ہیں تو کچھ عرصہ تک پورے زور وشور کے ساتھ پڑھاتے اور لمبی چوڑی تقریریں کرتے ہیں لیکن آگے چل کر کمزور اور سست پڑجاتے ہیں، کوئی بہت ضروری بات ہوتو بیان کرتے ہیں ورنہ چلیے چلیے کہہ کر تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں تاکہ کتاب جلد ختم ہو اوران کے دماغ کو سکون ملے، دراصل یہ حضرات شروع میں خوب مطالعہ اور محنت کرتے ہیں لیکن آگے چل کر کچھ تھک جاتے، یا سستی اور فرصت کی وجہ سے زیادہ مطالعہ اور محنت نہیں کرپاتے اور بعض دفعہ اس کا سبب کتاب ختم کرانے کی فکر بھی ہوتی ہے۔ بہرحال یہ ہوتا ہے، لیکن مولانا بنوری قدس اللہ سرہ العزیز کے درس میں شروع سے آخر تک ایک ہی طرح کا زور وشور اور جوش وخروش رہتا اور اول وآخر میں کچھ فرق نہ ہوتا۔ بیان کی جو شان وشوکت ابتداء سال میں ہوتی وہ انتہاءِ سال تک برقرار رہتی، جہاں جس مسئلہ پر بولنے کی ضرورت ہوتی ضرور بولتے خواہ طبیعت ناساز ہی کیوں نہ ہو۔

☆☆☆